

# فاطمة الزهراء (س) کی سیرت خواتین عالم کے لئے مشعل راہ و ہدایت کا مرکز

<"xml encoding="UTF-8?>

## زندگی نامہ حضرت فاطمہ زبرا سلام اللہ علیہا

### نام، القاب

نام فاطمہ اور مشہور لقب زبرا، سیدۃ النساء العلمیں، راضیۃ، مرضیۃ، شافعۃ، صدیقہ، طاہرہ، زکیہ، خیر النساء اور بتول ہیں۔

### کنیت

آپ کی مشہور کنیت ام الائمه، ام الحسنین، ام السبطین اور ام ابیها ہے۔ ان تمام کنیتوں میں سب سے زیادہ حیرت انگیز ام ابیها ہے، یعنی اپنے باپ کی ماں، یہ لقب اس بات کا ترجمان ہے کہ آپ س اپنے والد بزرگوار حضرت محمد مطہر ص کو بے حد چاہتی تھیں اور کمسنی کے باوجود اپنے بابا کی روحی اور معنوی پناہ گاہ تھیں۔

پیغمبر اسلام(ص) نے آپ کو ام ابیها کا لقب اس لئے دیا۔ کیونکہ عربی میں اس لفظ کے معنی، ماں کے علاوہ اصل اور مبداء کے بھی ہیں یعنی جڑ اور بنیاد۔ لهذا اس لقب (ام ابیها) کا ایک مطلب نبوت اور ولایت کی بنیاد اور مبدأ بھی ہے۔ کیونکہ یہ آپ سلام اللہ علیہا ہی کا وجود تھا، جس کی برکت سے شجرہ امامت اور ولایت نے رشد پایا، جس نے نبوت کو نابودی اور نبی خدا کو ابتریت کے طعنہ سے بچایا۔

### والدین

آپ کے والد ماجد ختمی مرتب حضرت محمد مصطفیٰ(ص) اور والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ (س) بنت خولد ہیں۔ ہم اس باپ کی تعریف میں کیا کھیں جو ختم المرسلین، حبیب خدا اور منجی بشریت ہو؟ کیا لکھیں اس باپ کی تعریف میں جسکے تمام اوصاف و کمالات لکھنے سے قلم عاجز ہو؟ فصحاء و بلغاء عالم، جس کے محاسن کی توصیف سے ششدر ہوں؟ اور آپ کی والدہ ماجدہ، جناب خدیجہ(س) بنت خویلد جو قبل از اسلام قریش کی سب سے زیادہ باعفت اور نیک خاتون تھیں۔ وہ عالم اسلام کی سب سے پہلی خاتون تھیں جو خورشید اسلام کے طلوع کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ(ص) پر ایمان لائیں اور اپنا تمام مال دنیا اسلام کو پروان چڑھانے کے لئے اپنے شوہر کے اختیار میں دے دیا۔ تاریخ اسلام، حضرت خدیجہ(س) کی پیغمبر اسلام(ص) کے ساتھ وفاداری اور جان و مال کی فدائی کاری کو ہرگز نہیں بھلا سکتی۔ جیسا کہ خود پیغمبر اسلام(ص) کے کردار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک آپ زندہ تھیں کوئی دوسرا شادی نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی عظمت کا قصیدہ پڑھا، عائشہ رض زوجہ پیغمبر(ص) فرماتی ہیں حضرت:

" ازواج رسول(ص) میں کوئی بھی حضرت خدیجہ کے مقام و احترام تک نہیں پہنچ پائی ۔ پیغمبر اسلام(ص) ہمیشہ انکا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور اتنا احترام کہ گویا ازواج میں سے کوئی بھی ان جیسی نہیں تھی ۔ " پھر حضرت عائشہ رض کہتی ہیں : میں نے ایک دن پیغمبر اسلام(ص) سے کہا :

" وہ محض ایک بیوہ عورت تھیں "

تو یہ سن کر پیغمبر اسلام(ص) اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور پھر فرمایا :

" خدا کی قسم میرے لئے خدیجہ س سے بہتر کوئی نہیں تھا ۔ جب سب لوگ کافر تھے تو وہ مجھ پر ایمان لائیں، جب سب لوگ مجھ سے رخ پھیر چکے تھے تو انہوں نے اپنی ساری دولت میرے حوالے کر دی ۔ خدا نے مجھے اس سے ایک ایسی بیٹی عطا کی کہ جو تقوی، عفت و طہارت کا نمونہ ہے ۔

" پھر حضرت عائشہ رض کہتی ہیں : میں یہ بات کہہ کر بہت شرمندہ ہوئی اور میں نے پیغمبر اسلام(ص) سے عرض کیا : اس بات سے میرا کوئی غلط مقصد نہیں تھا ۔

حضرت فاطمہ زہراء(س) ایسی والدہ اور والد کی آغوش پروردہ ہیں ۔

## ولادت

حضرت فاطمہ زہرا(ع) کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی، بروز جمعہ مکہ معظمہ میں ہوئی۔ بچپن اور تربیت حضرت فاطمہ زیرا سلام اللہ علیہا پانچ برس تک اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبری سے کے زیر سایہ رہیں اور جب بعثت کے دسویں برس خدیجۃ الکبری علیہا السّلام کا انتقال ہو گیا مان کی آغوش سے جدائی کے بعد ان کا گھوارہ تربیت صرف باپ ص کا سایہ رحمت تھا اور پیغمبر اسلام کی اخلاقی تربیت کا آفتاب تھا جس کی شعاعیں براہ راست اس بے نظیر گوہر کی آب و تاب میں اضافہ کر رہی تھیں ۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اپنے بچپن میں بہت سے ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ پانچ سال کی عمر میں سر سے مان کا سایہ اٹھ گیا۔ اب باپ کے زیر سایہ زندگی شروع ہوئی تو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول کو دی جانے والی اذیتیں سامنے تھیں۔ کبھی اپنے بابا کے جسم مبارک کو پتھرون سے لہو لہان دیکھتیں تو کبھی مشرکوں نے بابا کے سر پر کوڑا ڈال دیا۔ کبھی خبر ملتی کہ دشمنوں نے بابا ص کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں ۔ مگر اس کم سنی کے عالم میں بھی سیدہ عالم نہ ڈریں نہ سہمیں نہ گھبرائیں بلکہ اس ننھی سی عمر میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی مددگار بنی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ام ابیہا یعنی باپ کی مان کہہ کر پکارا گی

## حضرت فاطمہ(س) کی شادی

یہ بات شروع سے ہی سب پر عیاں تھی کہ علی(ع) کے علاوہ کوئی دوسرا دختر رسول(ص) کا کفو و ہمتا نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی بہت سے ایسے لوگ، جو اپنے آپ کو پیغمبر(ص) کے نزدیک سمجھتے تھے اپنے دلوں میں دختر رسول(ص) سے شادی کی امید لگائے بیٹھے تھے ۔

مورخین نے لکھا ہے : جب سب لوگوں نے قسمت آزمائی کر لی تو حضرت علی(ع) سے کہنا شروع کر دیا : اے علی(ع) آپ دختر پیغمبر(ص) سے شادی کے لئے نسبت کیوں نہیں دیتے۔ حضرت علی(ع) فرماتے تھے : میرے پاس ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس کی بنا پر میں اس راہ میں قدم بڑھاؤں۔ وہ لوگ کہتے تھے : پیغمبر(ص)

تم سے کچھ نہیں مانگیں گے ۔

آخرکار حضرت علی(ع) نے اس پیغام کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کیا اور ایک دن رسول اکرم(ص) کے بیت الشرف مبین تشریف لے گئے لیکن شرم و حیا کی وجہ سے آپ اپنا مقصد ظاہر نہیں کر پا رہے تھے ۔ مورخین لکھتے ہیں کہ : آپ اسی طرح دو تین مرتبہ رسول اکرم(ص) کے گھر گئے لیکن اپنی بات نہ کہہ سکے۔ آخر کار تیسرا مرتبہ پیغمبر اکرم(ص) نے پوچھہ ہی لیا : اے علی کیا کوئی کام ہے ؟

حضرت امیر(ع) نے جواب دیا : جی، رسول اکرم(ص) نے فرمایا : شاید زھراء سے شادی کی نسبت لے کر آئے ہو ؟ حضرت علی(ع) نے جواب دیا، ہاں ۔ چونکہ مشیت الہی بھی یہی چاہ رہی تھی کہ یہ عظیم رشتہ برقرار ہو لہذا حضرت علی(ع) کے آئے سے پہلے ہی رسول اکرم(ص) کو وحی کے ذریعہ اس بات سے آگاہ کیا جا چکا تھا ۔ بہتر تھا کہ پیغمبر(ص) اس نسبت کا تذکرہ زھراء سے بھی کرتے لہذا آپ نے اپنی صاحب زادی سے فرمایا : آپ، علی(ع) کو بہت اچھی طرح جانتیں ہیں ۔ وہ سب سے زیادہ میرے نزدیک ہیں ۔ علی(ع) اسلام کے سابق خدمت گزاروں اور با فضیلت افراد میں سے ہیں، میں نے خدا سے یہ چاہا تھا کہ وہ تمہارے لئے بہترین شوہر کا انتخاب کرے ۔

اور خدا نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں آپ کی شادی علی(ع) سے کر دوں آپ کی کیا رائے ہے ؟ حضرت زھراء(س) خاموش رہیں، پیغمبر اسلام(ص) نے آپ کی خاموشی کو آپ کی رضا مندی سمجھا اور خوشی کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ پھر حضرت امیر(ع) کو شادی کی بشارت دی ۔ حضرت فاطمہ زھرا(س) کا مهر ۲۰ مثقال چاندی قرار پایا اور اصحاب رض کے ایک مجمع میں خطبہ نکاح پڑھا دیا گیا ۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شادی کے وقت حضرت علی(ع) کے پاس ایک تلوار، ایک ذرہ اور پانی بھرنے کے لئے ایک اونٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، پیغمبر اسلام(ص) نے فرمایا : تلوار کو جہاد کے لئے رکھو، اونٹ کو سفر اور پانی بھرنے کے لئے رکھو لیکن اپنی زرہ کو بیچ ڈالو تاکہ شادی کے وسائل خرید سکو ۔ رسول اکرم(ص) نے جناب سلمان فارسی رض سے کہا : اس زرہ کو بیچ دو ۔ جناب سلمان نے اس زرہ کو پانچ سو درهم میں بیچا ۔ پھر ایک بھیڑ ذبح کی گئی اور اس شادی کا ولیمہ ہوا ۔ جهیز کا وہ سامان جو دختر رسول اکرم(ص) کے گھر لا یا گیا تھا، اس میں چودہ چیزیں تھیں ۔

شهزادی عالم، زوجہ علی(ع)، فاطمہ زھراء(ع) کا بس یہی مختصر سا جھیز تھا ۔ رسول اکرم(ص) اپنے چند با وفا مهاجر اور انصار اصحاب رض کے ساتھ اس شادی کے جشن میں شریک تھے ۔ تکبیروں کی آوازوں سے مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں ایک خاص روحانیت پیدا ہو گئی تھی اور دلوں میں سور و مسرت کی لمبین موج زن تھیں ۔ پیغمبر اسلام(ص) اپنی صاحبزادی کا ہاتھ حضرت علی(ع) کے ہاتھوں میں دھے کر اس مبارک جوڑے کے حق میں دعا کی اور انھیں خدا کے حوالے کر دیا ۔ اس طرح کائنات کے سب سے بہتر جوڑے کی شادی کے مراسم نہایت سادگی سے انجام پائے ۔

## حضرت فاطمہ(س) کا اخلاق و کردار

حضرت فاطمہ زھرا س اپنی والدہ گرامی حضرت خدیجہ س کی والا صفات کا واضح نمونہ تھیں جود و سخا، اعلیٰ فکری اور نیکی میں اپنی والدہ کی وارث اور ملکوتی صفات و اخلاق میں اپنے پدر بزرگوار کی جانشین تھیں۔ وہ اپنے شوہر حضرت علی(ع) کے لئے ایک دلسوز، مہربان اور فدا کار زوجہ تھیں ۔ آپ کے قلب مبارک میں اللہ کی عبادت اور پیغمبر کی محبت کے علاوہ اور کوئی تیسرا نقش نہ تھا۔ زمانہ جاہلیت کی بت پرستی سے آپ

کوسوں دور تھیں۔ آپ نے شادی سے پہلے کی ۹ سال کی زندگی کے پانچ سال اپنی والدہ اور والد بزرگوار کے ساتھ اور ۲ سال اپنے بابا کے زیر سایہ بسر کئے اور شادی کے بعد کے دوسرے نو سال اپنے شوہر بزرگوار علی مرتضی(ع) کے شانہ بے شانہ اسلامی تعلیمات کی نشوشاشت، اجتماعی خدمات اور خانہ داری میں گزارے۔ آپ کا وقت بچوں کی تربیت گھر کی صفائی اور ذکر و عبادت خدا میں گزرتا تھا۔ فاطمہ(س) اس خاتون کا نام ہے جس نے اسلام کے مکتب تربیت میں پرورش پائی تھی اور ایمان و تقویٰ آپ کے وجود کے ذرات میں گھل مل چکا تھا۔ فاطمہ زہرا(س) نے اپنے ماں باپ کی آغوش میں تربیت پائی اور معارف و علوم الہی کو، سرچشمہ نبوت سے کسب کیا۔ انہوں نے جو کچھ بھی ازدواجی زندگی سے پہلے سیکھا تھا اسے شادی کے بعد اپنے شوہر کے گھر میں عمل جامہ پہنایا۔ وہ ایک ایسی مسن و سمجھدار خاتون کی طرح جس نے زندگی کے تمام مراحل طے کر لئے ہوں اپنے گھر کے امور اور تربیت اولاد سے متعلق مسائل پر توجہ دیتی تھیں اور جو کچھ گھر سے باہر ہوتا تھا اس سے بھی باخبر رہتی تھیں اور اپنے شوہر کے حق کا دفاع کرتی تھیں۔

### حضرت فاطمہ (س) کا نظام عمل

حضرت فاطمہ زبرا س نے شادی کے بعد جس نظام زندگی کا نمونہ پیش کیا وہ طبقہ نسوان کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ گھر کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخہ چلانا، چکی پیسانا اور بچوں کی تربیت کرنا۔ یہ سب کام اور ایک اکیلی سیدہ س لیکن نہ تو کبھی تیوریوں پر بل پڑھ اور نہ کبھی اپنے شوہر حضرت علی علیہ السلام سے اپنے لیے کسی مددگار یا خادمہ کے انتظام کی فرمائش کی۔ ایک مرتبہ اپنے پدر بزرگوار حضرت رسول خدا سے ایک کنیز عطا کرنے کی خواہش کی تو رسول نے بجائے کنیز عطا کرنے کے وہ تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ زبرا س کے نام سے مشہور ہے ۳۲ مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ۔ حضرت فاطمہ اس تسبیح کی تعلیم سے اتنی خوش ہوئی کہ کنیز کی خواہش ترک کر دی۔ بعد میں رسول ص نے بلا طلب ایک کنیز عطا فرمائی جو فضہ کے نام سے مشہور ہے۔ جناب سیدہ س اپنی کنیز فضہ کے ساتھ کنیز جیسا برتواؤ نہیں کرتی تھیں بلکہ اس سے ایک برابر کے دوست جیسا سلوک کرتی تھیں۔ وہ ایک دن گھر کا کام خود کرتیں اور ایک دن فضہ سے کراتیں۔ اسلام کی تعلیم یقیناً یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں زندگی کے جہاد میں مشترک طور پر حصہ لیں اور کام کریں۔ بیکار نہ بیٹھیں مگر ان دونوں میں صنف کے اختلاف کے لحاظ سے تقسیم عمل ہے۔ اس تقسیم کار کو علی علیہ السلام اور فاطمہ س نے مکمل طریقہ پر دُنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ گھر سے باہر کے تمام کام اور اپنی قوت بازو سے اپنے اور اپنے گھر والوں کی زندگی کے خرچ کا سامان مہیا کرنا علی علیہ السلام کے ذمہ تھا اور گھر کے اندر کے تمام کام حضرت فاطمہ زبرا س انجام دیتی تھیں۔

### حضرت زبرا سلام اللہ کا پرده

سیدہ عالم س نہ صرف اپنی سیرت زندگی بلکہ اقوال سے بھی خواتین کے لیے پرده کی اہمیت پر بہت زور دیتی تھیں۔ آپ کا مکان مسجدِ رسول ص سے بالکل متصل تھا۔ لیکن آپ کبھی برقع و چارد میں نہاں ہو کر بھی اپنے والد بزرگوار کے پیچھے نماز جماعت پڑھنے یا اپ کا وعظ سننے کے لیے مسجد میں تشریف نہیں لائیں بلکہ اپنے فرزند امام حسن و حسین علیہ السلام سے جب وہ مسجد سے واپس آتے تھے اکثر رسول ص کے خطبے

کے مضامین سن لیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ پیغمبر ص نے منبر پر یہ سوال پیش کر دیا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر کیا چیز ہے یہ بات سیدہ زیرا س کو معلوم ہوئی تو آپ نے جواب دیا عورت کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ اس کی نظر کسی غیر مرد پر پڑے اور نہ کسی غیر مرد کی نظر اس پر پڑے۔ رسول ص کے سامنے یہ جواب پیش ہوا تو حضرت نے فرمایا۔

"کیوں نہ ہو فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔"

## حضرت زیرا(س) اور جہاد

اسلام میں عورتوں کا جہاد، مردوں کے جہاد سے مختلف ہے۔ لہذا حضرت فاطمہ زیرا س نے کبھی میدانِ جنگ میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن جب کبھی پیغمبر ص میدانِ جنگ سے زخمی ہو کر پلٹتے تو سیدہ عالم ان کے زخموں کو دھوتیں تھیں۔ اور جب علی علیہ السلام خون آلود تلوار لے کر آتے تو فاطمہ س اسے دھو کر پاک کرتی تھیں۔ وہ اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ ان کا جہاد یہی ہے جسے وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں رہ کر تھیں۔ باں صرف ایک موقع پر حضرت زیرا نصرتِ اسلام کے لئے گھر سے باہر آئیں اور وہ تھا مبائلے کا موقع۔ کیونکہ یہ ایک حکم خداوندی اور پرامن مقابله تھا اور اس میں صرف روحانی فتح کا سوال تھا۔ یعنی صرف مبائلہ کا میدان ایسا تھا جہاں سیدہ عالم خدا کے حکم سے برقع و چادر میں نہاں ہو کر اپنے باپ اور شوہر کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں جس کا واقعہ یہ تھا کہ یمن سے عیسائی علماء کا ایک وفد رسول ص کے پاس بحث و مباحثہ کے لیے آیا اور کئی دن تک ان سے بحث ہوتی رہی جس سے حقیقت ان پر روشن تو ہو گئی مگر سخن پروری کی بنا پر وہ قائل نہ ہونا چاہتے تھے نہ ہوئے۔ اس وقت قران کی یہ آیت مبائلہ نازل ہوئی کہ "اے رسول ص اتنے سچے دلائل کے بعد بھی یہ نہیں مانتے تو ان سے کہو کہ پھر جاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں تم اپنے بیٹوں کو لاو، ہم اپنی عورتوں کو لاو، ہم اپنے نفسوں کو لاو، ہم اپنے نفسوں کو اور اللہ کی طرف رجوع کریں اور جھوٹوں کے لیے اللہ کی لعنت یعنی عذاب کی بد دعا کریں۔"

عیسائی علماء پہلے تو اس کے لیے تیار ہو گئے مگر جب رسول الله اس شان سے تشریف لے گئے کہ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جیسے بیٹے فاطمہ زیرا س جیسی خاتون اور علی علیہ السلام جیسے نفس ان کے ساتھ تھے تو عیسائیوں نے مبائلہ سے انکار کر دیا اور مخصوص شرائط پر صلح کرکے واپس ہو گئے۔

## فاطمہ زیرا(س) اور پیغمبر اسلام

حضرت فاطمہ زیرا (س) کے اوصاف و کمالات اتنے بلند تھے کہ ان کی بنا پر رسول(ص) فاطمہ زیرا (س) سے محبت بھی کرتے تھے اور عزت بھی۔ محبت کا ایک نمونہ یہ ہے کہ جب آپ کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے آخر میں فاطمہ زیرا س سے رخصت ہونے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے فاطمہ زیرا س سے ملنے کے لئے جاتے تھے۔

اور عزت و احترام کا نمونہ یہ ہے کہ جب فاطمہ(س) ان کے پاس آتی تھیں تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ رسول ص کا یہ برناً فاطمہ زیرا س کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نہ تھا۔

## حضرت فاطمہ زبرا سلام اللہ علیہا پیغمبر(ص) کی نظر میں

سیدہ عالم کی فضیلت میں پیغمبر کی اتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ جتنی حضرت علی علیہ السلام کے سوا کسی دوسری شخصیت کے لیے نہیں ملتیں ۔

ان میں سے اکثر علماء اسلام میں متفقہ حیثیت رکھتی ہیں ۔ مثل "آپ بہشت میں جانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔"

"ایما ن لانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔"

"تما م جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں"

"آپ کی رضا سے اللہ راضی ہوتا ہے اور آپ کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے"

"جس نے آپ کو ایذا دی اس نے رسول ص کو ایذا دی"

اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں جو معتبر کتابوں میں درج ہیں ۔

## فاطمہ زبرا(س) پر پڑنے والی مصیبتوں

افسوس ہے کہ وہ فاطمہ(س) جن کی تعظیم کو رسول کھڑے ہو جاتے تھے رسول کے جانے کے بعد اہل زمانہ کا رخ ان کی طرف سے پھر گیا ۔ ان پر طرح طرح کے ظلم ہونے لگے ۔ انتہا یہ کہ خود کو امت رسول ص کہنے والے شکی ترین افراد نے سیدہ عالم کے گھر پر لکڑیاں جمع کر دیں گئیں اور آگ لگائی جانے لگی ۔ اس وقت آپ س کو وہ جسمانی صدمہ پہنچا، جسے آپ برداشت نہ کر سکیں اور وہی آپ کی رحلت و وصال کا سبب بنا۔ ان صدموں اور مصیبتوں کا اندازہ سیدہ عالم کی زبان پر جاری ہونے والے اس شعر سے لگایا جا سکتا ہے کہ

صُبَّتْ عَلَىٰ مَصَابِّ لَوَانِهَا صَبَّتْ عَلَى الْأَيَامِ صَرَنْ لَيَالِي

یعنی "مجھ پر اپنے بابا ص کے وصال کے بعد اتنی مصیبتوں پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ دن بھی تاریک رات میں تبدیل ہو جاتے ۔"

## حضرت فاطمہ زبرا(س) کی وصیتیں

حضرت فاطمہ زبرا(س) نے خواتین کے لیے پردے کی اہمیت کو اس وقت بھی ظاہر کیا جب آپ دنیا سے رخصت ہونے والی تھیں ۔ اس طرح کہ آپ ایک دن غیر معمولی فکر مند نظر آئیں ۔ آپ کی چچی(جعفر طیار(رض) کی بیوہ) اسماء بنت عمیس رض نے سبب دریافت کیا تو آپ س نے فرمایا کہ مجھے جنازہ کے اٹھانے کا یہ دستور اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت کی میت کو بھی تختہ پر اٹھایا جاتا ہے جس سے اس کا قدو مقامت نظر اتا ہے ۔ اسماء(رض) نے کہا کہ میں نے ملک حبشه میں ایک طریقہ جنازہ اٹھانے کا دیکھا ہے وہ غالباً آپ کو پسند ہو۔

اسکے بعد انہوں نے تابوت کی ایک شکل بنا کر دکھائی اس پر سیدہ عالم بہت خوش ہوئیں اور پیغمبر ص کے بعد صرف ایک موقع ایسا تھا کہ اپ س کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی چنانچہ آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو اسی طرح کی تابوت میں اٹھایا جائے ۔ مورخین تصریح کرتے ہیں کہ سب سے پہلی لاش جو تابوت میں اٹھی ہے وہ حضرت فاطمہ زبرا س کی تھی۔ اسکے علاوہ آپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ آپ کا جنازہ شب کی تاریکی میں اٹھایا جائے اور ان لوگوں کو اطلاع نہ دی جائے جن کے طرز عمل نے میرے دل میں زخم

پیدا کر دئے ہیں۔ سیدہ ان لوگوں سے انتہائی ناراضگی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

## اولاد

حضرت فاطمہ زیرا(س) کو اللہ نے پانچ اولاد عطا فرمائیں جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت فاطمہ زیرا صرف نو برس زندہ رہیں۔ اس نو برس میں شادی کے دوسرا سال حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے اور تیسرا سال حضرت امام حسین علیہ السلام۔ پھر غالباً پانچویں سال حضرت زینب س اور ساتویں سال حضرت ام کلثومس۔ نویں سال جناب محسن علیہ السلام بطن میں تھے جب ہی وہ ناگوار مصائب در فاطمہ س پر آگ لگا کر دروازہ کو شکم خاتون جنت پر گرانا پیش آئے جن کے سبب سے وہ دنیا میں تشریف نہ لا سکے اور بطن مادر میں ہی شہید ہو گئے۔ اس جسمانی صدمہ سے حضرت سیدہ بھی جانبر نہ ہوسکیں۔

## جناب فاطمہ زیرا سلام الله علیہا کی مختصر لیکن برکتوں سے سرشار سیرت

جناب فاطمہ زیرا سلام الله علیہا کی زندگی کا ایک ممتاز پہلو یہ ہے کہ آپ کا سن مبارک اکثر مورخین نے صرف اٹھارہ سال لکھا ہے۔ اٹھارہ سال کی مختصر لیکن برکتوں اور سعادتوں سے سرشار سیرت و ذندگی، اس قدر زیبا، پر شکوه اور فعال و پیغام آفرین ہے کہ اب تک آپ کی ذات مبارک پر بے شمار کتابیں اور مقالے محققین قلمبند کرچکے ہیں پھر بھی ارباب فکر و نظر کا خیال ہے کہ اب بھی سیدۃ النساء العالمین س کی انقلاب آفرین شخصیت و عظمت کے بارے میں حق مطلب ادا نہیں ہوسکا ہے۔ آپ کے فضائل و کمالات کے ذکر و بیان سے نہ صرف ہمارے قلم و زبان عاجز و ناتوان ہیں بلکہ معصومین (ع) کو بھی بیان و اظہار میں مشکل کا سامنا رہا ہے۔

جناب فاطمہ زیرا سلام الله علیہا دراصل سورہ کوثر کی عملی تفسیر ہے، حضور اکرم(ص) اولاد نرینہ سے محروم تھے خود یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ نبی اکرم(ص) کو خدا نے کوئی بیٹا کیوں عطا نہیں فرمایا جو بھی بیٹے دیئے بچپنے میں ہی خاک قبر میں پہنچ گئے۔ حتیٰ ایک مرحلہ وہ بھی آیا جب بعثت کے بعد قریش کے اسلام دشمن کفار و مشرکین نے آپ کو «ابترا» اور لاولد ہونے کا طعنہ دینا شروع کر دیا اور کہنے لگے آپ تو «بے جانشین» اور «بے چراغ» ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے نزدیک بیٹی کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھنا تو دور کی بات ہے ان کے حقیر اور ننگ و عار ہونے کا تصور اس طرح معاشرے میں رائج تھا کہ وہ بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ ایک ایسے ماحول میں جناب فاطمہ زیرا(س) خانہ نبوت و رسالت کی زینت بنیں اور اپنے نور وجود سے انہوں نے نہ صرف رسول اسلام(ص) کا گھر بلکہ تاریخ بشریت کے بام و در روشن و منور کردئے اور خداوند تبارک و تعالیٰ نے آپ کی شان میں سورہ کوثر نازل کر دی۔

"اے نبی! ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے"

سورہ کوثر کے علاوہ جیسا کہ مفسرین و مورخین نے لکھا ہے سورہ نور کی پنطیسویں آیت بھی آپ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک دن ہم مسجد النبی میں بیٹھے تھے ایک قاری نے آیت فی بیوت اذن الله ... کی تلاوت کی میں نے سوال کیا : اے خدا کے رسول یہ گھر کون سے گھر ہیں؟ حضرت نے جواب میں فرمایا : "انبیا(ع)" کے گھر ہیں پھر اپنے ہاتھ سے فاطمہ سلام الله علیہا کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔" مورخین نے جیسا کہ لکھا ہے : جناب فاطمہ زیرا سلام

الله علیہا کی پوری زندگی، سخت ترین مصیبتوں سے رو برو ری ہے اور آپ نے ہمیشہ اپنی بے مثال معنوی قوتوں اور جذبوں سے کام لیکر نہ صرف یہ کہ مشکلات کا صبر و تحمل کے ساتھ مقابله کیا بلکہ ہر مرحلے میں اپنے مدبراہی عمل و رفتار اور محکم و استوار عزم سے بڑے بڑے فتنوں اور سازشوں کا سدباب کیا ہے۔ گویا ان آزمائشوں سے گزرنے کے لئے قدرت نے ان کا انتخاب کیا تھا کیونکہ کوئی اور ان کو تحمل نہیں کرسکتا تھا اور یہ وہ حقیقت ہے جو صدر اسلام کی تاریخ پر نظر رکھنے والا ہر محقق جانتا اور تائید کرتا ہے۔ معصومہ عالم کا کردار ولادت سے شہادت تک اس قدر نورانی، پر شکوہ اور جاذب قلب و نظر ہے کہ خود رسول اسلام(ص) نے کہ جن کی سیرت قرآن نے ہر مسلمان کے لئے اسوہ قرار دی ہے، جناب فاطمہ(س) کی حیات کو دنیا بھر کی عورتوں کے لئے ہر دور اور ہر زمانے میں سچا اسوہ اور نمونہ عمل قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنی محبت اپنی بیٹی فاطمہ(س) سے کرتے تھے اتنی محبت کسی سے نہیں کرتے تھے سفر سے جب بھی پلٹٹے بڑی بیتابی اور اشتیاق کے ساتھ سب سے پہلے فاطمہ(س) کی احوال پر سی کرتے تھے۔

## وصال و رحلت

خاتون جنت فاطمۃ الزہرا س سیدہ عالم نے اپنے والد بزرگوار رسول خدا کی وفات کے 3 مہینے بعد تیسرا جمادی الثانی سن ۱۱ ہجری قمری میں وفات پائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے تجهیز و تکفین کا انتظام کیا۔ صرف بنی ہاشم اور سلمان فارسی(رض)، مقداد(رض) و عمار یاسر(رض) جیسے مخلص و وفادار اصحاب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ کر خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا۔ آپ کے دفن کی اطلاع بھی عام طور پر سب لوگوں کو نہیں ہوئی، جس کی بنا پر یہ اختلاف رہ گیا کہ اپ جنت البقیع میں دفن ہیں یا اپنے ہی مکان میں جو بعد میں مسجد رسول کا جزو بن گیا۔ جنت البقیع میں جو آپ کا روضہ تھا وہ بھی باقی نہیں رہا۔ اس مبارک روضہ کو 8 شوال سن ۱۳۲۷ھجری قمری میں بغض اہل بیت ع رکھنے والے نجدی و ہابی حکمران ابن سعود نے دوسرے مقابر اہلیبیت علیہ السلام کے ساتھ منہدم کرا دیا۔